

Journal of Religion & Society (JR&S)

Available Online:

<https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index>

Print ISSN: 3006-1296 Online ISSN: 3006-130X

Platform & Workflow by: [Open Journal Systems](#)

A Research-Based Study of Social Media and Digital Culture in the Light of Islamic Ethical Principles: Social and Civilizational Challenges of the Modern Age

اسلامی اخلاقی اصولوں کی روشنی میں سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل کلچر جدید دور کے سماجی و تہذیبی
چیلنجز کا تحقیقی جائزہ

Hafiza Areeba Khan

M.Phil Scholar Islamic Studies Minhaj University Lahore

areebakhan4243566@gmail.com

Iffat Majeed

M.Phil Scholar Islamic Studies Minhaj University Lahore

iffatmajeed1997@gmail.com

Muhammad Mehtab

M.Phil Scholar Islamic Studies Minhaj University Lahore

mehtabcosis@gmail.com

ABSTRACT

This research article presents a critical and analytical study of social media and digital culture in the light of Islamic ethical principles, focusing on the contemporary social and civilizational challenges of the modern age. The study explores the necessity and importance of social media, examines its conceptual relevance in relation to the Islamic notion of Madinah as a morally structured society, and incorporates perspectives of modern scholars and media experts regarding its role and impact. The article emphasizes that, from an Islamic viewpoint, the use of social media is not merely a matter of freedom of expression but a moral responsibility and a trust. Core Islamic values such as amr bil Ma'ruf and nahi 'anil munkar, avoidance of sharing unverified information, refraining from mockery, falsehood, abusive language, and character assassination are highlighted as essential ethical guidelines for digital engagement. Furthermore, the study underscores the obligation to distinguish between good and evil, promote positive content, ensure responsible dissemination of information, and contribute to social reform through both individual and collective efforts, including the role of legal and regulatory institutions. The article also critically examines the major social and moral challenges arising from contemporary digital culture, such as waste of time, social isolation, negligence in religious obligations, spread of unauthentic and immoral content, deterioration of family life and relationships, physical and psychological

harm, political and religious hatred, abusive discourse, false accusations, and the adverse effects of social media on children and adolescents. The study concludes that if social media is utilized within the framework of Islamic ethical principles, it can serve as a powerful tool for moral development, social harmony, and constructive civilizational growth, offering meaningful solutions to the challenges posed by the modern digital age.

Keywords: Social media, Digital Culture, Islamic Moral Framework, Media Ethics, Amr bil Ma'ruf wa Nahi 'anil Munkar, Ethical Communication, Information Responsibility, Social and Moral Reform, Contemporary Societal Challenges, Digital Civilization

تعارف

اگر اکیسویں صدی کو انفارمیشن ٹیکنالوجی کی صدی کہا جاتا ہے تو بلاشبہ یہ اس کا استحقاق ہے۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی کی ترقی کے مثبت اور منفی اثرات سے کرہ ارض کی آبادی کا ایک بڑا حصہ متاثر ہوا ہے۔ سیاسی، سماجی اور معاشی سطح پر اس کے اثرات اس قدر ہمہ گیر ہیں کہ اس سے کسی کو بھی مجال انکار نہیں ہے۔ ٹیکنالوجی اور انٹرنیٹ کی اس ترقی کا ایک عالم گیر پہلو سوشل میڈیا ہے۔ سوشل میڈیا مواصلات (ابلاغ) کی انٹرنیٹ پر مبنی ایک جدید شکل ہے جو صارفین کو زیادہ سے زیادہ معلومات تک رسائی فراہم کرتی ہے۔ سوشل میڈیا پلیٹ فارم صارفین کے مابین مکالمے کا دریچہ وا کرنے، معلومات کا برق رفتار اشتراک کرنے اور ویب مواد بنانے میں کلیدی معاون کا کردار ادا کر رہا ہے۔ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے اربوں سوشل میڈیا صارفین معلومات شیئر کرنے اور روابط بنانے کے لیے میڈیا ٹولز کا استعمال کرتے ہیں۔ ذاتی سطح پر سوشل میڈیا افراد خانہ اور دوستوں کے ساتھ بات چیت کرنے، نئی چیزیں سیکھنے، اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو چلا دینے اور متنوع تفریح کے گوناگوں اسالیب ایجاد کرنے اور میادین متعارف کرانے میں مدد و معاون ہے۔ پیشہ ورانہ سطح پر کسی خاص شعبے میں اپنے علم کو وسعت دینے، نظریات و پیغامات کے فروغ اور اپنی صنعت کے دیگر پیشہ ور افراد سے روابط قائم کر کے پیشہ ور نیٹ ورک کی تشکیل کے لیے اسے استعمال کیا جاتا ہے۔ سوشل میڈیا کے مثبت استعمال سے جہاں انسانیت کو کثیر فوائد حاصل ہوئے، وہاں اس کے منفی استعمالات سے انسانیت کے کرب میں اضافہ بھی ہوا ہے۔ اس تناظر میں روئے زمین پر اسلام وہ واحد دین ہے جو انسانیت کو زندگی کے ہر دور اور ہر میدان میں حیات انسانی کے ہر پہلو متعلق کامل راہ نمائی فراہم کرتا ہے۔ یہی وجہ کہ اسلام انسانیت کی فلاح کے جدید ذرائع کے استعمال کی نہ صرف حوصلہ افزائی کرتا ہے بلکہ اس کے استعمال کے مثبت و مستحسن قواعد و ضوابط سے بھی روشناس کراتا ہے۔

سوشل میڈیا کی ضرورت و اہمیت

گزشتہ ایک دہائی سے انٹرنیٹ کی تیز رفتار ترقی نوجوانوں کی کثیر تعداد کی دلچسپی کا مرکز و محور ہے۔ گوگل اس میدان میں موجد و مؤسس کی حیثیت رکھتا ہے

جس نے اپنی دو مقبول سائٹس یوٹیوب (Youtube) اور آرکٹ (Orkut) کی داغ بیل ڈالی۔ فیس بک کے آغاز کے بعد اس کی روز افزوں مقبولیت کی بناء پر آرکٹ کی جانب نوجوانوں کا رجحان بہ تدریج کم ہونے کی بنا پر فیس بک آہستہ آہستہ اس میدان کا لیڈر بن گیا۔ لیکن اب گوگل کی نئی سروس گوگل پلس اس میدان میں نئی جست لگا چکی ہے۔ فیس بک کے علاوہ اس دوران کئی سوشل سائٹس جیسے Instagram WhatsApp LinkedIn My Space Twitter وغیرہ اس میدان میں داخل ہوئیں اور آج دنیا بھر میں سب سے زیادہ استعمال ہونے والی سوشل سائٹس فیس بک، یوٹیوب اور ٹویٹر ہیں۔

ہر دور میں میڈیا (ابلاغ) کی ضرورت و اہمیت اپنی جگہ مسلم رہی ہے تاہم سوشل میڈیا کے جدید ابلاغی ٹول کو جو اہمیت آج حاصل ہے، کسی اور ٹول کو یہ توجہ اور اہمیت اس سے پہلے کبھی حاصل نہ تھی۔ عصر حاضر میں تمام شعبہ ہائے حیات میں سوشل میڈیا کو وہی مرکزی حیثیت حاصل ہے جو جسد انسانی میں دل کو ہے۔ بناء بریں کوئی شخص بھی اسے نظر انداز کر سکتا ہے نہ اس سے لا تعلق رہ سکتا ہے۔

دنیا کے کم و بیش ہر ملک میں سوشل میڈیا کو شہ رگ کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ یہ کسی بھی ملک میں تحریکوں کو پروان چڑھانے اور ان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کی راہ ہموار کرتا ہے۔ یہ کہنا ہے جا نہ ہوگا کہ مذہبی اور سیاسی تحریکوں کی کامیابی اور ناکامی میں پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا سے کہیں زیادہ اب سوشل میڈیا موثر ترین ذریعہ ہے۔ اول الذکر دونوں کی اثر انگیزی کم ہوتی جا رہی ہے۔ سیکولرازم، کمیونزم، سوشلزم جیسے نظریات پھیلانے میں سوشل میڈیا نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ امریکہ کے عالمی طاقت بننے کا راز، فرانس کے ذہنی انقلاب، جاپان کی صنعتی ترقی، چین کی سپر اقتصادی ترقی، ہالینڈ میں تعلیم کے فروغ اور آسٹریلیا میں نظریات کی ترویج میں ذرائع ابلاغ کے کارناموں سے ہر ذی شعور واقف ہے۔ ملکی تعمیر و تخریب میں سوشل میڈیا کے کردار کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اگر یہ عوام کو شعور دے تو وہ باشعور ہوں گے، انہیں تعلیم دے تو وہ تعلیم یافتہ ہوں گے، کرپٹ لوگوں کی بدعنوانیوں کو ظاہر کرے تو کرپشن کے ذرائع محدود و مسدود ہوں گے اور اگر یہ منفی کردار ادا کرتے ہوئے معاشرتی برائیوں کو چھپائے تو لوگوں کی اصلاح نہ ہو سکے گی، قاتلوں، ظالموں اور بد عنوان مافیا کی کارستانیوں کو تحفظ دیتے ہوئے ان کی ڈھال بنے تو قتل و غارت، لوٹ مار اور ظلم و ستم کے رجحانات و میلانات سکے رائج الوقت بن جائیں گے۔

لفظ ”مدینہ“ اور سوشل میڈیا کا باہمی تعلق

لفظ مدینہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ یہ لفظ مَدَنَ فُلَانٌ یَمْدُنُ مَدُونًا سے نکلا ہے جس کا معنی ہے: فلاں شخص شہر میں آیا، فلاں شخص نے شہر میں قیام کیا۔ اس کی جمع مدن ہے اور مدائن بھی آتی ہے۔ اس سے تمْدُن بنا ہے، جس کا معنی ہے: شہری بننا، مہذب و شائستہ بننا یا مہذب (civilized) ہونا۔ یعنی مدینہ اس شہر کو کہتے ہیں جو تمام تہذیبی اور تمدنی ضروریات و لوازمات کا جامع ہو۔ اس کے لغوی مفہوم میں اجتماعیت معاشرت اور سماج کا معنی پایا جاتا ہے جہاں مختلف رنگ و نسل کے افراد مجتمع ہوں، اسے انگریزی زبان میں سوشل (social) کہتے ہیں۔ اس مفہوم میں سوشیالوجی (sociology) یعنی سماجیات

اور سماجی میڈیا (social media) ہے۔ سوشل میڈیا - کے مفہوم میں بھی اجتماعیت اور معاشرت دونوں معنی پائے جاتے ہیں۔
 لفظ مدینہ کے لغوی معانی سے بہ خوبی اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ لفظ مدینہ اپنے مفہوم میں خاص ایسے افراد کے وجود کا تقاضا کرتا ہے جو اعلیٰ اخلاق کے حامل ہوں۔
 تہذیب کے اعلیٰ معیارات پر پورا اترتے ہوں، یعنی well civilized ہوں۔
 مہذب و متمدن ہوں۔
 شائستگی کے حامل ہوں۔

جن میں اجتماعیت ہو اور وہ اجتماعیت برائے نام نہ ہو بلکہ ان کے وجود میں اجتماعیت کا تصور مضبوط فکری جڑیں رکھتا ہو۔

سوشل میڈیا: ماہرین کی نظر میں

سوشل میڈیا ایک ایسی اصطلاح ہے جس کی کوئی مخصوص تعریف متعین نہیں ہے۔ سوشل میڈیا کو جاننے کے حوالے سے ماہرین کی مختلف آراء نذر قارئین ہیں۔ سوشل میڈیا کی اصطلاح سب سے پہلے 1994ء میں استعمال ہوئی جیسا کہ درج ذیل تعریف سے واضح ہے:

The term "social media" (SM) was first used in 1994 on a Tokyo online media environment, called Matisse.¹

سوشل میڈیا (ایس ایم) کی اصطلاح سب سے پہلے 1994ء میں ٹوکیو کے آن لائن میڈیا ماحول میں استعمال ہوئی تھی، جسے میٹیس کہتے ہیں۔
 مختلف ماہرین نے سوشل میڈیا کی تعریفات اور ان کی توضیحات و تشریحات کی ہیں۔ جس میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

(1) میریم ویبسٹر کے مطابق

2019ء میں میریم ویبسٹر لغت نے سوشل میڈیا کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی
 forms of electronic communication (such as websites for social networking and microblogging) through which users create online communities to share information, ideas, personal messages, and other content (such as videos).²

الیکٹرانک مواصلات کی مختلف صورتیں (جیسے سوشل نیٹ ورکنگ اور مائیکرو بلاگنگ کے لیے ویب سائٹس) ہیں جن کے ذریعے صارفین معلومات، خیالات، ذاتی پیغامات اور دوسرے مواد (جیسے ویڈیوز) کا اشتراک کرنے کے لیے آن لائن کمیونٹی تشکیل دیتے ہیں۔

گویا سوشل میڈیا ایک نئی قسم کا ذریعہ ابلاغ (mass media) ہے جو معلومات تک زیادہ سے زیادہ رسائی فراہم کرتا ہے۔ لوگوں کے مابین تیز رفتار معلومات کے پھیلاؤ اور

¹ <https://www.liebertpub.com/doi/full/10.1089/cyber.2020.0134>

²) <https://www.merriam-webster.com/dictionary/social%20media>

ہموار مواصلات کے قابل بناتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ افراد معاشرہ کی تعمیر شخصیت، ان کی تخلیقی صلاحیتوں کو نکھارنے، سنوارنے، اجالنے اور تعلقات عامہ کی تشکیل میں معاون ثابت ہوتا ہے۔

(2) ورڈ یجیم (Verdegem) کے مطابق

ورڈ یجیم (Verdegem) کے مطابق سوشل میڈیا کی تعریف یہ ہے کہ:

Social media are open, web-based and user-friendly applications that provide new possibilities when it comes to the co-creation of content, social networking, the sharing of taste and relevance, connectivity and collective intelligence.³

سوشل میڈیا وسیع، ویب پر مبنی اور صارف دوست ایپلی کیشنز ہیں جو فراہم کنندہ اور صارف کے مواد سماجی رابطے، مزاج اور مطابقت کا اشتراک، رابطے اور اجتماعی ذہانت کے اشتراک سے نئے امکانات اجاگر کرتی ہیں۔“

اسلامی تناظر میں سوشل میڈیا کا استعمال

کائنات ہست و بود پر غور کرنے سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہوتی ہے کہ گل نظام کائنات الوہی قوانین کے تحت ایک جامع اور مربوط و منظم طریقے سے چل رہا ہے جس میں ذرہ برابر جھول نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر اپنا نائب اور خلیفہ منتخب فرمایا تو اس کے لیے ہدایت و رہنمائی کا بھی اہتمام فرمایا اور نظام حیات چلانے کے لیے الہامی کتب کی صورت میں معتدل و متوازن اصول و ضوابط اور قوانین و فراہم فرام فرام کیے۔ جن پر عمل پیرا ہونے والے انسان کو دنیوی و اخروی کامیابی کی ضمانت دی گئی۔ تاہم جب تک نوع انسانی ان پر کار بند رہی، وہ کامیاب و کامران ٹھہری لیکن جب وہ ان سے انحراف کر کے اخلاقی گراوٹ کا شکار ہوئی تو اس کے تنزل و انحطاط اور زوال کا آغاز ہو گیا۔

آج کے دور میں سوشل میڈیا جدید ٹیکنالوجی کی ایسی ایجاد ہے جو بہ یک وقت نفع و نقصان کی حامل ہے۔ یہ صارفین پر منحصر ہے کہ وہ اسے کس انداز سے استعمال کرتے ہیں۔ بعض اوقات وہ جذباتی ہیجان کی رو میں یہ کر تہذیب، شائستگی اور اخلاقیات کی تمام حدود تجاوز کر جاتے ہیں۔ جس کے باعث کسی بھی نوع کی خبر یا اطلاع کو بلا تحقیق و تصدیق آگے منتقل (forward) کر دیا جاتا ہے، یوں یہ سلسلہ لامتناہی اور غیر مختم ہو جاتا ہے۔ کبھی آزادی اظہار کے نام پر اُن موضوعات کو بھی زیر بحث (under discussion) لایا جاتا ہے جو تعمیر کے بجائے تخریب اور وسیع پیمانے پر دل شکنی اور دل آزاری کا باعث بنتے اور انجام کار انتشار و اشتعال جنگل کی آگ کی طرح پھیل کر امن و سکون کے ہر آشیانے کے تنکوں کو جلا کر خاکستر کر دیتا ہے۔ اس تناظر میں ضرورت اس امر کی ہے کہ اس جدید سہولت سے فائدہ اٹھانے کے لیے ایک مکمل منصوبہ بندی، جامع لائحہ عمل اور مبنی بر تدبیر و تفکر نظام وضع کیا جائے، سنجیدہ تدابیر اختیار

³ Verdegem, P. (2011). Social media for digital and social inclusion: Challenges for Information Society 2.0 research & policies. Triple C 9(1), 28-38.

کی جائیں اور مخصوص قابل عمل قوانین اور ٹھوس اصول و ضوابط متعارف کرائے جائیں جن پر عمل پیرا ہو کر احسن انداز میں اس سہولت سے فائدہ اٹھا یا جا سکے کیوں کہ نظام کائنات ہو یا نوع انسانی کی انفرادی و اجتماعی زندگی، کسی بھی سطح پر اعتدال و توازن برقرار رکھنے کے لیے اصول و ضوابط اور قوانین کی اہمیت سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا۔ موضوع کی مناسبت سے ذیل میں اسلامی تناظر میں سوشل میڈیا کے استعمالات کے حوالے سے چند اصول و ضوابط پیش کیے جا رہے ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر اس جدید سہولت سے کما حقہ استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

(1) امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضہ کی ادائیگی

امر بالمعروف و نہی عن المنکر اسلامی تعلیمات کے اہم ترین فرائض میں سے ہے۔ اس فریضہ کی ادائیگی کے سبب ہی امت مسلمہ کو بہترین امت قرار دیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ⁴

تم بہترین امت ہو جو سب لوگوں کی رہنمائی کے لیے ظاہر کی گئی، ہے، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر

ایمان رکھتے ہو۔“

اگر ابلاغ عامہ اور سوشل میڈیا کی تعریف کے ضمن میں قرآنی نقطہ نظر پیش کرنا ہو تو مذکورہ بالا آیت بر محل ہے۔ ہر دور میں اہل حق اس فریضہ کی ادائیگی حالات و واقعات کے تناظر میں یہ حسن و خوبی سر انجام دیتے رہے ہیں۔ عصر حاضر میں سوشل میڈیا اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کے جدید ذرائع اس اسلامی فریضہ کی ادائیگی کے لیے موثر کارگر اور بہترین نتیجہ خیز آلات ثابت ہو سکتے ہیں۔ اندریں حالات امت مسلمہ کے ہر فرد پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اس فریضہ کی انجام دہی کے لیے نیکی (معروف) کی دعوت کے پھیلاؤ اور برائی (منکر) سے بچاؤ اور روک تھام کے لیے اپنی خدمات پیش کرے اور ممکنہ حد تک خیر کی دعوت کو پھیلانے اور برائی کے سد باب میں جدید ذرائع سے استفادہ کو یقینی بنائے۔

(2) بغیر تحقیق معلومات شیئر کرنے سے اجتناب

کسی بھی خبر کو آگے منتقل کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ اس کی مکمل تحقیق، جانچ پڑتال اور چھان بین کی جائے۔ خبر کی تشہیر سے قبل اس کی تحقیق کی ناگزیریت کے بارے میں قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا⁵

اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق (شخص) کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کر لیا کرو۔

مذکورہ آیت مبارکہ میں خبر کی تحقیق کے درج ذیل طریقے بیان فرمائے گئے:

⁴ آل عمران، 110:3

⁵ الحجرات، 49

- فوری طور پر خبر پر یقین کیا جائے نہ بغیر تحقیق اسے آگے شیئر یا فارورڈ کیا جائے۔
- خبر کے سیاق و سباق کا بہ نظر تعمق جائزہ لیا جائے کہ اس خبر تشہیر کے پیچھے کوئی سازش تو کار فرما نہیں۔
- خبر وصول کرنے والا اپنا concern چیک کر لے کہ اس خبر سے اُس کا کوئی تعلق بنتا بھی ہے یا نہیں۔
- اگر خبر درست ہے اور خبر وصول کرنے والے کے متعلق بھی ہے تو پھر بھی اس بات کا جائزہ لیا جائے کہ کیا اس خبر کے رد عمل کے طور پر اظہار رائے کرنا،
- اس پر comment کرنا اور جواب دینا ضروری ہے یا نہیں۔ کیوں کہ بعض اوقات خبر پھیلانے یا اس کا جواب دینے سے بھی کئی مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس صورت میں اسے نظر انداز کر دینا ہی بہتر ہوتا ہے۔
- اگر اس خبر کا جواب دینا ضروری ہے یا اسے شیئر یا فارورڈ کرنا ضروری ہے تو پھر یہ پہلو بھی مد نظر رہنا چاہیے کہ جواب کنندہ کا اچھا اور مثبت موقف کسی کی مخالفت کی بھینٹ نہ چڑھ جائے یعنی اس کا موقف تو مضبوط اور درست تھا مگر اس کے پیرایہ اظہار انداز اور خاردار وغیرہ محتاط الفاظ نے مخالفین کو کھلی اور جارحانہ تنقید کا موقع فراہم کر کے اس سے ضائع کر دیا
- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ⁶

کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو بغیر تصدیق کے (آگے بیان کر دے۔“

(3) تمسخر اور استہزاء سے اجتناب

سوشل میڈیا پر دوسروں کا تمسخر اور استہزاء، انہیں تضحیک کا نشانہ بنانا اور مذاق اڑانا انتہائی نازیبا اور سراسر اخلاقیات کے منافی عمل ہے۔ قرآن حکیم میں اس قبیح عمل کی مذمت پر ارشاد ہوتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّنْ نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ⁷

”اے ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم کا مذاق نہ اڑائے ممکن ہے وہ لوگ ان (تمسخر کرنے والوں) سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں ہی دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں) ممکن ہے وہی عورتیں ان (مذاق اڑانے والی عورتوں) سے بہتر ہوں۔“

⁶ أخرجه مسلم في الصحيح، المقدمة، باب النهي عن الحديث بكل ما سمع، 1/10، الرقم 5، وأبو داود في السنن، كتاب الأدب، باب في التشديد في الكذب 4/298، الرقم 4992، والحاكم في المستدرک، 1/195، الرقم 381

⁷ الحجرات، 49/11

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا:

بِحَسْبِ أَمْرِي مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَخْفِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِزُّهُ⁸

کسی مسلمان کے لیے اتنی برائی ہی کافی ہے کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ایک مسلمان پر دوسرے کا خون، اس کا مال اور اس کی عزت و آبرو پامال کرنا) حرام ہے۔“

تعلیمات اسلامی کا یہ سنہری اصول آج سوشل میڈیا کے صارفین کے لیے انتہائی توجہ طلب ہے۔ بعض اوقات سوشل میڈیا کے صارفین بات چیت اور گفتگو میں اخلاقیات کی تمام حدود کو پار اور پامال کرتے نظر آتے ہیں اور مخالفین کی تضحیک و تذلیل کو ایک پر لطف سرگرمی تفریح طبع اور سامان تفنن پر محمول اور قیاس کرتے ہیں۔ یوں ان کا معمول بن جاتا ہے کہ جب تک مخالف فریق کا تمسخر نہ اڑایا جائے یا اس کی توہین نہ کی جائے، ان کا فرض ادا نہیں ہوگا۔ ایسے افراد کو سوشل میڈیا کے استعمال میں قرآن و حدیث کے مذکورہ بالا فرامین سے ماخوذ اصول کو مد نظر رکھنا چاہیے کہ کوئی فرد کسی دوسرے کی تضحیک و تذلیل اور تمسخر و مذاق نہ اڑائے۔

(4) معلومات کی ترسیل ایک امانت ہے

میڈیا صارفین کے لیے میسر آنے والی معلومات کی تحقیق جہاں ضروری ہے، وہیں ان کی اشاعت بطور امانت ہونی چاہیے۔ میڈیا صارفین کے علم میں جب کوئی نئی خبر یا بات آتی ہے تو وہ قطع نظر اس حقیقت سے کہ اس خبر کے دور رس اثرات مثبت ہوں گے یا منفی اور اس کے عواقب و نتائج کیا ہوں گے، اسے بلا سوچے سمجھے آگے منتقل کر دیتے ہیں۔ یہ طرز عمل حکیمانہ نہیں بلکہ عاقبت نا اندیشی ہے۔ اس لیے از بس ضروری ہے کہ معلومات کی ترسیل کو ایک امانت تصور کیا جائے اور معلومات جس سطح کی ہوں ان کے ساتھ اسی طرز کا رویہ اختیار کیا جائے۔ اگر وہ غیر ضروری ہوں تو انہیں مضرت رساں اور ساقط الاعتبار سمجھتے ہوئے نظر انداز کر دیا جائے اور اگر ان کی تشہیر ناگزیر ہو تو پھر اس کا ایک خاص اور وقیع پیمانہ وضع کیا جائے تاکہ کسی بھی طور امانت میں خیانت نہ ہو۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا ۚ وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا⁹

بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں انہی لوگوں کے سپرد کرو جو ان کے اہل ہیں، اور جب تم لوگوں پر حکومت کرو تو عدل و انصاف کے ساتھ کیا کرو (یا: اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا کرو)۔ بے شک اللہ

⁸ أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم ظلم المسلم وخذله واحتقاره ودمه وعرضه وماله،

4/1986، الرقم / 2564،

⁹ النساء، 58 / 4

تمہیں کیا ہی اچھی نصیحت فرماتا ہے، بے شک اللہ خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے۔“

قرآنی حکم سے امانتوں کی ادائیگی کا ثبوت فراہم ہوتا ہے اور معلومات بھی صارفین کے پاس امانت کی حیثیت رکھتی ہیں۔ لہذا ضروری ہے کہ پوری تحقیق کے ساتھ درست خبر کو دوسروں تک منتقل کیا جائے اور بے بنیاد اور جھوٹ پر مبنی مواد کو شیئر کرنے سے باز رہا جائے۔

(5) خیر و شر میں تفریق پر مبنی مواد کی تشہیر

گزشتہ ادوار میں جب کوئی شخص برائی کرتا تھا تو اُس کا اثر اس کی اپنی ذات تک محدود رہتا تھا یا اس کے قریبی حلقہ اثر کے لوگ اس سے متاثر ہوتے تھے۔ لیکن آج جب کہ دنیا گلوبل ویلج بن چکی، سوشل میڈیا کے استعمال کی بدولت کوئی واقعہ کہیں بھی رونما ہو، اس کی خبر چشمِ زدن میں پوری دنیا میں پھیل جاتی ہے۔ یہی حال سوشل میڈیا پر شیئر کردہ مواد کا بھی ہے۔ مواد اپ لوڈ ہوتے ہی آن واحد میں وہ پوری دنیا کے سامنے چلا جاتا ہے۔ اس لیے صارف پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اچھائی کو پھیلانے اور برائی کو روکنے والا بنے۔ آپ لوڈ کیے گئے مواد کا ثواب یا عتاب یقیناً اسی شخص کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا جس نے اس کی تشہیر کی تھی۔

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا، وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنْقَصَ مِنْ أَجُورِهِمْ شَيْءٌ. وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً، كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ. مَنْ غَيْرِ أَنْ يُنْقَصَ مِنْ أَوزَارِهِمْ شَيْءٌ¹⁰

جو شخص اسلام میں کسی نیک کام کی بنیاد ڈالے تو اس کے لیے اس کے اپنے اعمال کا بھی ثواب ہے اور جو لوگ اس کے بعد اس پر عمل کریں گے ان کا ثواب بھی ہے۔ بغیر اس کے کہ ان کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے، اور جس نے اسلام میں کسی بری بات کی ابتدا کی تو اس پر اس کے اپنے عمل کا بھی گناہ ہے اور جو لوگ اس کے بعد اس پر عمل کریں گے، اس پر ان کا گناہ بھی ہے۔ بغیر اس کے کہ ان کے گناہ میں کچھ کمی ہو۔ لہذا یہ امر ہر لمحہ سوشل میڈیا صارفین کے پیش نظر اور ملحوظ خاطر رہنا چاہیے کہ سوشل میڈیا کے ذریعے وہ اچھا مواد دیکھ اور شیئر کر رہے ہیں یا برا۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ دیکھنے یا شیئر کرنے سے اس برے مواد کی rating اور likes بڑھ رہے ہیں۔

(6) اچھائی کے فروغ کی ترغیب

سوشل میڈیا کو بے حیائی اور شر کی ہر ممکن تشہیر سے کلی اجتناب روا رکھتے ہوئے اچھائی کے فروغ اور ترویج کے لیے استعمال کیا جائے۔ کیونکہ دین اسلام اچھی بات کرنے اور اس کے فروغ کو نہ صرف پسند کرتا ہے بلکہ اسے اختیار کرنے کی ترغیب بھی دیتا ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

¹⁰ أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب العلم، باب من سن سنة حسنة أو سيئة، ومن دعا إلى هدى أو ضلالة، 4/2059، الرقم 1017، وأخرجه النسائي في السنن 2335 / الكبرى، 2/39، الرقم

وَقُلْ لِعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ بَيْنَهُمْ إِنَّ الشَّيْءَ كَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوًّا مُبِينًا
11

اور آپ میرے بندوں سے فرما دیں کہ وہ ایسی باتیں کیا کریں جو بہتر ہوں، بے شک شیطان لوگوں کے درمیان فساد بپا کرتا ہے، یقیناً شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ اسی طرح حضرت ابو درداء رض ابلہ عنہ سے روایت میں اچھی اور نفیس گفتگو کو قابل ستائش قرار دیا گیا ہے:

لَوْلَا ثَلَاثٌ مَا أَحْبَبْتُ الْعَيْشَ يَوْمًا وَاحِدًا: الظَّمَا لِلَّهِ بِالْهَوَاجِرِ، وَالسُّجُودُ لِلَّهِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ، وَمُجَالَسَةُ أَقْوَامٍ يَنْتَقُونَ أَطَايِبَ الْكَلَامِ كَمَا يَنْتَقِي أَطَايِبَ الثَّمَرِ. 12

اگر تین چیزیں (دنیا میں) نہ ہوں تو میں ایک دن بھی زندہ رہنا پسند نہ کرتا: (1) اللہ تعالیٰ کی خاطر حالت روزہ میں) دو پہر کے وقت کی شدید پیاس (2) رات کے وسط میں بارگاہ الہی میں سجدہ ریزی اور (3) ایسے لوگوں کی مجلس میں بیٹھنا جو (گفتگو میں) اچھے کلام کو ایسے منتخب کرتے ہیں جیسے کوئی نفیس اور پاکیزہ پھل کو چتا ہے۔

(7) جھوٹ کی تشہیر سے کلیتاً اجتناب

سوشل میڈیا ویب سائٹس کے استعمال میں ہمیشہ سچ بات کہی جائے۔ بے بنیاد اور جھوٹ پر مبنی کسی بھی قسم کے مواد کی تشہیر سے کلیتاً اجتناب برتا جائے۔ حضرت عبد اللہ (بن مسعود) رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ، فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذَابًا 13

جھوٹ سے اجتناب کرو، بلاشبہ جھوٹ گناہوں کی طرف لے جاتا (مائل کرتا ہے اور گناہ جہنم میں لے جاتے ہیں۔ آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے، اور جھوٹ میں تگ و دو کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کذاب (بہت بڑا جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں

زَيْنُ الْحَدِيثِ الصِّدْقُ 14

گفتگو کی (آرائش و زینت سچ بولنا ہے۔

گویا سچائی اور راست بازی کو اسلام میں خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس لیے کسی بھی حال میں سچ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے۔

(8) بُرے القابات سے پکارنے سے گریز

11 الإسراء، 17/53

12 الغزالي في إحياء علوم الدين، 4/ 409

13 أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب تحريم الغيبة، باب قبح الكذب وحسن الصدق وفضله، 4/2013، الرقم / 2607

14 أخرجه ابن أبي الدنيا في الصمت وأداب اللسان، 1 / 228، الرقم / 449

دین اسلام میں ایک دوسرے کو مخاطب کرنے کا قرینہ آداب زندگی کے زریں اصولوں میں سے ایک ہے۔ جسے بعض اوقات معمولی سمجھتے ہوئے نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ دین اسلام نے اس خاص پہلو کی طرف توجہ دلاتے ہوئے گفتگو میں اعتدال اور توازن قائم رکھنے کی طرف اشارہ فرمایا۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَلَا تَنَابَزُوا بِاللِّقَابِ¹⁵

اور نہ ایک دوسرے کے برے نام رکھا کرو۔

یعنی باہم گفتگو میں ایک دوسرے کو مخاطب کرتے ہوئے برے ناموں اور برے القابات سے گریز کیا جائے۔ آج سوشل میڈیا کے اکثر صارفین میں یہ روش دیکھنے کو ملتی ہے کہ وہ بغیر سوچے سمجھے ایسی پوسٹ شیئر کر دیتے ہیں جس میں بلا تردد مخالف کو برے نام اور القابات سے مخاطب کر کے رسوا کیا جاتا ہے۔ اس طرح کی پوسٹ شیئر کرنے سے اجتناب کیا جائے۔

اصلاح معاشرہ میں میڈیا کے ذریعے انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریاں

اصلاح معاشرہ کے ضمن میں افراد معاشرہ پر درج ذیل سطحوں پر انفرادی و اجتماعی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں:

(1) انفرادی سطح پر ذمہ داری

ہر فرد پر انفرادی سطح پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ سوشل میڈیا کے استعمال میں محتاط رویہ اختیار کرے۔ بلاشبہ یہ سہولت بیک وقت مثبت و منفی دونوں پہلو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ لیکن ضروری ہے کہ انتہائی ذمہ داری کے ساتھ اس کی ویب سائٹس اور ایپس کو استعمال کرتے ہوئے خود کو بارگاہ الہی میں جواب وہ منصور کیا جائے۔ بحیثیت مسلمان ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ نیکی کو فروغ دینے والے کے لیے اس کے نیک اعمال بعد از موت صدقہ جاریہ قرار پاتے ہیں اور برائی کی تشہیر اور گناہ کو عام کرنے والے کے اعمال بعد از موت بھی اس کے نامہ اعمال میں عذاب کے اضافے اور آغاز کنندہ کے لیے ذلت کا سبب بنے رہتے ہیں۔ لہذا اپنے اعمال کی جوابدہی کو مد نظر رکھتے ہوئے سوچ سمجھ کر اخلاقی حدود و دوائر میں رہتے ہوئے ایسے امور سر انجام دینے چاہئیں جو بعد از موت باعث خیر و برکت اور موجب نجات ثابت ہو سکیں۔ اس اقدام سے ممکنہ حد تک نیکی کو فروغ دینے میں اپنا کردار ادا کیا جا سکتا ہے۔

(2) اجتماعی سطح پر ذمہ داری

سوشل میڈیا کے استعمال میں امت مسلمہ پر اجتماعی حیثیت سے یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ نیکی کے فروغ، دعوت دین اور اصلاح معاشرہ کے لیے جدید ٹولز کو استعمال کرے۔ کیوں کہ قرآن مجید میں امت مسلمہ کو ”امت خیر“ کا لقب دیا گیا ہے اور اس کی ذمہ داری بتائی گئی کہ یہ لوگوں کو نیکی کا حکم دیتی ہے اور برائی سے روکتی ہے۔ لہذا من حیث المجموع یہ کوشش کرنی چاہیے کہ کسی قسم کے فضول، لغو لٹریچر اور برائی کی تشہیر نہ ہو بلکہ جہاں تک ممکن ہو سچائی، نیکی اور اخلاقی اقدار کو فروغ ملے۔

(3) مقتدر طبقہ پر ذمہ داری

معاشرہ کے مقتدر طبقہ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ایسے ضابطہ اخلاق کو نافذ العمل بنائیں جس کے تحت سوشل میڈیا صارفین سوشل میڈیا کو حدود و دوائر میں استعمال کرنے کے پابند ہوں۔ ان کی تمام سرگرمیوں کو باقاعدہ چیک اینڈ بیلنس کے خود کار نظام کے تحت مانیٹر کیا جائے۔ قائم کردہ اخلاقی حدود سے تجاوز کرنے والے کے لیے سزا مقرر ہو۔ خلاف ورزی کرنے والے صارفین کی پوسٹس اور شائع کیے گئے مواد پر حسب قواعد و ضوابط قانونی کارروائی کی جائے اور قوانین کی خلاف ورزی کا سد باب کرنے کے لیے اس اقدام کو عوامی سطح پر نشر کیا جائے۔

(4) قانون ساز اداروں پر ذمہ داری

قانون ساز اداروں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس امر کو ملحوظ رکھیں کہ بنائے گئے قوانین اور پالیسیوں کے نفاذ میں کسی سطح پر خلاف ورزی تو نہیں ہو رہی۔ اگر کسی جگہ ایسا دیکھنے کو ملے تو اس کے خلاف فوراً قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے اور خلاف ورزی کرنے والے کو از روئے قوانین و ضوابط سزا سنائی جائے تاکہ آئندہ کسی کو ایسا کرنے کی جرات نہ ہو۔ متعلقہ ادارے اس حوالے سے تسائل یا غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کر رہے ہیں تو ان کا محاسبہ بھی ہونا چاہیئے۔

جدید سماجی و تہذیبی چیلنجز

جدید دور کا انسان بظاہر سائنسی ترقی اور ڈیجیٹل انقلاب کے ذریعے ایک نئی دنیا میں داخل ہو چکا ہے، مگر باطن میں وہ شدید سماجی اور تہذیبی بحرانوں کا شکار ہے۔ ٹیکنالوجی نے فاصلے مٹا دیے ہیں لیکن دلوں کے درمیان دیواریں کھڑی کر دی ہیں۔ مادہ پرستی نے روحانیت کو پس منظر میں دھکیل دیا ہے اور دولت و شہرت کی دوڑ نے انسانی اقدار کو پامال کر دیا ہے۔ سوشل میڈیا نے خودنمائی، جھوٹ، فریب اور غلط معلومات کے پھیلاؤ کو آسان بنا دیا ہے، جس سے معاشرتی اعتماد اور سچائی کے اصول مجروح ہو گئے ہیں۔ خاندانی نظام کمزور ہو رہا ہے، والدین اور اولاد کے درمیان فکری خلیج بڑھتی جا رہی ہے۔ نوجوان نسل اپنی تہذیبی شناخت سے بیگانہ ہو کر مغربی طرز زندگی کو اپنانے میں فخر محسوس کرتی ہے۔ اخلاقی حدود مٹتی جا رہی ہیں، حیا اور غیرت جیسے اوصاف اجنبی بنتے جا رہے ہیں۔ ڈیجیٹل غلامی نے انسان کے وقت، توجہ اور فکر کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے، یہاں تک کہ وہ حقیقت سے کٹ کر مصنوعی دنیا میں جینے لگا ہے۔ نفسیاتی دباؤ، تنہائی، حسد اور خودپسندی نے ذہنی سکون چھین لیا ہے۔ فکری انتشار اور اخلاقی زوال کے اس ماحول میں اسلام کے وہ ابدی اصول صدق، عدل، امانت، حیا اور خیرخواہی ہی انسان کو توازن، وقار اور روحانی نجات کی راہ دکھا سکتے ہیں۔ یہ چیلنجز دراصل اس بات کی یاد دہانی ہیں کہ جب انسان اپنے رب کے بتائے ہوئے اخلاقی اور روحانی نظام سے غافل ہو جائے، تو ساری ترقی بھی اس کے لیے بوجھ بن جاتی ہے، اور تہذیب کا حسن ماند پڑ جاتا ہے۔

ذیل میں جدید سماجی و تہذیبی چیلنجز کو بیان کیا جا رہا ہے کہ کون کونسے چیلنجز موجودہ دور میں رونما ہو رہے ہیں۔

وقت کا ضیاع

فوائد کے ساتھ ساتھ سوشل میڈیا کے استعمال کے بے شمار نقصانات بھی ہیں جن میں سر فہرست قیمتی وقت کی بربادی ہے۔ سوشل میڈیا کا استعمال ہر کس و ناقص کا نشہ بن چکا ہے ہر وقت آن لائن رہنے کی نوجوان نسل عادی ہو چکی ہے۔ ہر وقت فضول چیٹنگ کرنا، ویڈیوز دیکھنا اور بنانا، بلا مقصد طویل پوسٹ لگانا، سیاسی بحث مباحثہ کرنا، بے مقصد شیئرنگ اور کمنٹ کرنا نئی نسل کا مشغلہ بن چکا ہے۔ الغرض کثرت استعمال کی وجہ سے نوجوانوں کے قیمتی اوقات ضائع ہو رہے ہیں۔ وقت انسان کا قیمتی اثاثہ ہے۔ لایعنی کاموں میں وقت ضائع کرنا مد موم عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں!

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ¹⁶

سو کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں نکما پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آؤ گے۔ روز قیامت انسان سے یہ بھی ضرور پوچھا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہو وقت آپ نے کیسے صرف کیا۔ اسی مضمون کی ایک حدیث موجود ہے۔

لا تزول قدم ابن آدم يوم القيامة من عند ربه حتى يسأل عن خمس عن عمره فيم افناه، وعن شبابه فيم ابلاه وماله من اين اكتسبه وفيم انفقہ وماذا عمل فيما علم¹⁷

قیامت کے دن بنی آدم کے قدم آگے نہ بڑھ سکیں گے یہاں تک کہ پانچ چیزوں کا سوال نہ کر لیا جائے اس کی عمر سے متعلق کہ کن کاموں میں صرف کی؟ اس کی جوانی سے متعلق کہ کہاں گزاری؟ اور اس کے مال سے متعلق کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ تو معلوم ہوا کہ اللہ کی دی ہوئی ہر نعمت کے بارے میں پوچھا جائے گا اور وہی شخص دنیاوی آخرت میں کامیاب ہے جو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا صحیح استعمال کرے اور زوال سے قبل اس نعمت کی قدر کرے۔ اسی سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

اغتنم خمساً قبل خمس شبابك قبل هرمك و صحتك قبل سقمك و غناك قبل فقرك و فراغك قبل شغلک و حیاتك قبل موتك¹⁸

پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو جوانی کو بڑھاپے سے پہلے تندرستی کو بیماری سے پہلے دولت کو غربت سے پہلے فراغت کو مصروفیت سے پہلے حیات کو موت سے پہلے اس حدیث میں انسان کو اس بات پر تنبیہ کی گئی ہے کہ اپنے فارغ اوقات کو غنیمت سمجھو اس کو ضائع مت کرو۔

وقت اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے اس کو ایسے کاموں میں خرچ کرنا چاہیے جن کا کوئی دنیاوی یا خروی فائدہ ہو۔ سوشل میڈیا میں بلا مقصد وقت صرف کرنا اسلامی نقطہ نظر

16 القرآن، سورۃ: ۱۳: ۱۱۸

17 محمد بن عیسیٰ الترمذی، حسن ترمذی، کتاب صفة القيامة، باب في القيامة، رقم الحديث: ۲۴۱۶

18 احمد بن شعيب سنن نسائي، مؤسسة الرسالة بيروت لبنان، ج 10 ص 400

سے فتبیح عمل ہے اس سے احتر از لازم ہے کیونکہ وقت قیمتی اثاثہ ہے اس کو قیمتی کاموں میں لگانا چاہیے۔

فرائض منصبی اور معمولات زندگی سے غفلت، زیادہ وقت سوشل میڈیا میں مشغول ہونے کے ناطے لوگ اپنی ڈیوٹی میں غفلت برتتے ہیں۔ زندگی کے مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ اپنے فرائض کو کما حقہ سر انجام نہیں دیتے ہیں، طالب علم کی پڑھائی میں خلل، استاد کے مطالعہ کا متاثر ہونا، والدین کو بچوں کو وقت دینے سے قاصر رہنا، دکاندار کا گاہک کی طرف توجہ مبذول کرنے سے غافل رہنا، آفس میں بیٹھے کلرک اور آفیسر سائلین کے مسائل سننے کی بجائے فیس بک اور واٹس ایپ میں مصروف رہتے ہیں، حتیٰ کہ ڈرائیور کی ڈرائیونگ سے لاپرواہی کی وجہ سے آئے روز ٹریفک حادثات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ الغرض سوشل میڈیا نے سب کی توجہ اپنی طرف لوٹا دی ہے۔ اب کوئی بھی شخص اپنے فرائض اور ٹوٹی کو پورا وقت دینے کو تیار نہیں۔ سرکاری اور پرائیویٹ ملازمین سوشل میڈیا کے کثرت استعمال کی وجہ سے اپنی ڈیوٹی سے لاپرواہی کے شکار ہیں۔

اپنے بچوں کو وقت دینا اور ان کی تربیت کرنا والدین کی ذمہ داری ہے اس میں کسی قسم کی غفلت اور لاپرواہی کرنا جرم ہے۔ اسی طرح ایک طالب علم کو اپنے تمام تر توجہ پڑھائی کو دینا از حد ضروری ہے کیونکہ آنے والے مستقبل کا انحصار حال کی محنت اور کوشش پر ہے الغرض کسی بھی معاملے میں غفلت کرنا اور اس کو پورا وقت اور توجہ نہ دینا افسوسناک امر ہے، اسکی اصلاح ضروری ہے کامیابی اسی میں ہے کہ اپنے کام کو بھر پور توجہ سے سر انجام دیں۔ اسی طرح اپنی ڈیوٹی میں غفلت کرنا اخلاقاً اور شرعاً نا جائز ہے قرآنی آیت کے مطابق امیر کا امین ہونا ضروری ہے کہ وہ اپنے کام کو اچھے طریقے سے مکمل کرے۔ آپ کے ذمے جو کام لگایا گیا ہے اس کے بارے میں آپ سے پوچھا جائے گا۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے

وانها امانة وانها يوم القيامة خزي وندامة الا من اخذها بحقها وادی الذي عليه فيه 19

یہ ایک امانت ہے اور قیامت کے روز یہ رسوائی اور ندامت کا باعث ہو گا الا یہ کہ آدمی نے اسے حق کی بنا پر حاصل کیا اور اسی سلسلے میں اپنی ذمہ داری کو ادا کیا لہذا آپ کو جو بھی منصب اور کام مل جائے پھر اس کو کماحقہ تکمیل تک سر انجام دینا آپ کا شرعاً اور اخلاقاً فرض ہے۔

لہذا اپنی نجی و سرکاری ڈیوٹی کے دوران ہر وہ کام کرنا جو کام میں خلل ڈال رہا ہو خیانت کے زمرے میں آتا ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ اتنی کثرت سے استعمال جس سے آپ کی زندگی کے معاملات متاثر ہوں، نجی و سرکاری فرائض میں لاپرواہی کا باعث ہو، خیانت ہے۔

تنہا پسندی

سوشل میڈیا کے کثرت استعمال کی وجہ سے انسان اپنی فطرت کے برعکس تنہا پسندی کا شکار ہو گیا ہے۔ اجتماعی گید رنگ کی بجائے اکیلے بیٹھنا اٹھنا اور تنہا رہنے کا عادی

ہو گیا ہے، دوستوں کے درمیان بیٹھنے کی بجائے اکیلے بیٹھنا پسند کرتا ہے۔ موبائل ایک دوست کا کردار ادا کرتا ہے۔ بالفرض اگر دوستوں کی محفل میں بیٹھ بھی جائے تو وہاں سناٹا چھایا ہوتا ہے ہر کوئی فیس بک، واٹس ایپ وغیرہ میں مصروف ہوتا ہے انسان کی وجہ تسمیہ یہی ہے کہ وہ پیدائشی اور فطری طور پر ہی مانوس ہونے والا ہے یعنی وہ ہمیشہ دوسرے انسانوں کے ساتھ مل جل کر رہنا پسند کرتا ہے لہذا دوسرے انسانوں سے الگ تھلگ ہو کر رہنا اور دوسروں کے غم و خوشی میں شریک نہ ہونا انسانی مزاج کے برعکس ہے۔ سوشل میڈیا کے کثرت استعمال کی وجہ سے لوگ سماجی ذمہ داریوں سے دستبردار ہونے لگے ہیں۔

احکام الہی کی ادائیگی میں سستی

فارغ اوقات میں ذکر و اذکار، نوافل، تلاوت قرآن مجید کی بجائے فیس بک وغیرہ میں مصروف رہتے ہیں، مستحب اعمال کی بجائے فرائض میں خلل پڑنے لگا ہے۔ نماز با جماعت کی قضا اور بسا اوقات رات کو دیر تک موبائل استعمال کرنے کی وجہ سے فجر بھی قضا ہو جاتی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ²⁰

اے ایمان والو تمہارے مال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز ہیں تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کریں اور جو ایسے کرے تو وہی لوگ نقصان میں ہیں۔ ہر وہ چیز جو انسان کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کرتی ہے وہ درحقیقت انسان کے لیے خسارے کا سبب ہے۔ فرائض میں غفلت کی کوئی گنجائش نہیں بلکہ اپنے فارغ اوقات میں بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا چاہیے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ وَالْيَ رَبِّكَ فَارْغَب²¹

تو جب تم فارغ ہو جاؤ تو محنت کرو اور اپنے رب کی طرف پس رغبت اختیار کرو۔ لہذا سوشل میڈیا کو اس طرح سے استعمال کرنا کہ وہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے احکام سے غافل بنائے بہت ہی خسارے اور نقصان کا باعث ہے دنیا اور آخرت دونوں میں۔ یعنی اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ دنیاوی کاموں سے فارغ ہو جائیں تو اپنے رب کا ذکر کرو توجہ کے ساتھ، یعنی اپنے فارغ اوقات میں بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کریں۔

غیر مستند مواد کی تشہیر

سوشل میڈیا جہاں پیغام اور خبر رسانی کا تیز ترین نیٹ ورک ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ خبریں اکثر غیر مستند ہوتی ہیں جن کی حقیقت سے دور دور تک کوئی تعلق نہیں ہوتا لوگ غیر تصدیقی باتوں کو آگے پھیلاتے ہیں اس پلیٹ فارم میں سنی سنائی اور جھوٹی باتوں کی بھر مار ہوتی ہے حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے آدمی کے جھوٹا ہونے کیلئے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو بلا تحقیق بیان کرے (۱۴)۔ اقوال زریں کو حدیث

²⁰ القرآن، سورة الفرقان، ۹

²¹ القرآن، سورة الم نشرح، ۷

بنا کر پیش کرتے ہیں حالانکہ اس کی اسلام میں سخت ممانعت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

من كذب على متعمداً فليتبوا مقعده من النار²²

جس نے جان بوجھ کر جھوٹ باندھا تو وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنالے۔ اس حدیث میں سخت وعید بیان کی گئی ہے اس سے احتراز لازم ہے اکثر اوقات اچھی باتوں کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کرتے ہیں اور لوگ بے بنیاد الزامات لگاتے ہیں اور غیر تصدیقی باتوں کو آگے پھیلاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے!

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ²³

اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو کہ کہیں کسی قوم کو بے جا ایذا نہ دے بیٹھو پھر اپنے کیے پر پچھتاتے رہ جاؤ۔ سوشل میڈیا کے پلیٹ فارم میں چھان بین کا کوئی پیمانہ نہیں ہے ہر شخص اپنی مرضیات کے مطابق جو چاہے شیئر کرے اس پر کوئی پابندی نہیں، بسا اوقات لوگ ایسے باتوں کو پھیلاتے ہیں جن سے سیاسی مذہبی یا قبائلی شر و فساد کا خطرہ ہوتا ہے اور آپس کی اتحاد کو سخت ٹھیس پہنچتا ہے حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو اسے چاہئے کہ بھلائی کی بات کہے یا خاموش رہے (۱۷) لیکن دین اسلام میں جس خبر کے متعلق آپ کے پاس ٹھوس شواہد نہ ہوں اس کے متعلق کوئی رائے قائم کرنا یا اس کو آگے پھیلانا شرعاً ممنوع ہے۔

غیر اخلاقی مواد دیکھنا اور پھیلانا

سوشل میڈیا کے نقصانات میں سے ایک غیر اخلاقی مواد کی تشہیر ہے۔ سوشل میڈیا میں عموماً غیر اخلاقی تصاویر اور ویڈیوز سامنے آتی ہیں جن سے بچنا مشکل ہے۔ تہذیب اور ثقافت کے نام پر بے حیائی پھیلائی جا رہی ہے لوگ بے حیائی کو جدیدیت کے نام سے تعبیر کرتے ہیں کثرت استعمال کی وجہ سے اس کو اب گناہ بھی تصور نہیں کیا جاتا۔ نسل نو کے لیے یہ انتہائی المیہ ہے، جوانوں سے دن بدن حیا چھینی جا رہی ہے۔ حدیث میں آتا ہے!

حیا ایمان کا حصہ ہے۔ دین اسلام میں حیا کی بہت اہمیت بیان کی گئی ہے اور بے حیائی پھیلانی کی سخت ممانعت ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

انالذین یحییون ان تشیع الفاحشة فی الذین امنو لهم عذاب الیم فی الدنیا والاخرة واللہ یعلم وانتم لا تعلمون²⁴

22 ، ابن ماجہ ، کتاب السنۃ ، باب التغطیظ ، رقم الحدیث : ۳۳

23 ، القرآن سورة الحجرات ۲۰

24 ، ۱۸ ، مسلم بن حجاج ، صحیح المسلم ، کتاب الایمان ، باب بیان عدد شعب الایمان ، رقم الحدیث : ۲۰۰۹

25 ، القرآن ، سورة النور ۱۹۰

بے شک جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ ان لوگوں میں بے حیائی پھیلے جو ایمان والے ہیں ان کے لئے درد ناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں ، اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ سوشل میڈیا پر نازیبا تصاویر اور پورن ویڈیوز کی بھر مار کی وجہ سے نو عمر بچوں پر منفی اثرات مرتب ہونے لگے ہیں۔ پورے معاشرے سے حیا ختم کی جارہی ہے اور بے حیائی پھیلائی جارہی ہے اور ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مسلم معاشرے میں بے حیائی کو فروغ دیا جا رہا ہے بے حیائی کے پروگراموں کو براہ راست نشر کیا جا رہا ہے ، ننگی تصاویر اور ویڈیوز کی تشہیر پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ من حیث القوم اس وقت ہر ایک اس برائی میں مبتلا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بے حیائی کا تعلق ظلم سے ہے اور ظالم جہنم میں جائیں گے (26)۔ حیا گناہوں کے لیے ڈھال ہے جب حیا ختم ہو جائے تو لوگ پھر گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھتے معاشرے میں گناہوں کی کثرت کی بنیادی وجہ بے حیائی ہے جس کے فروغ کے لیے ہر طرح کی کوشش کی جارہی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی قوم میں اعلانیہ طور پر بے حیائی فروغ پا جائے تو ان پر طاعون کو مسلط کر دیا جاتا ہے اور ایسی بیماریوں میں انہیں مبتلا کر دیا جاتا ہے جن کا پچھلی قوموں نے نام تک نہیں سنا ہو تا (27)۔ یہی حدیث بالکل ثابت ہو چکی ہے آج کل معاشرے میں بے حیائی بھی اعلانیہ طور پر پھیلائی جارہی ہے اور اس کی صراحتاً مختلف بیماریوں کی شکل میں دی جارہی ہے۔ آئے روز ایسی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جن کا پہلے نام ہی نہیں سنا ہو تا۔ سوشل میڈیا کے ذریعے بے حیائی مختلف شکلوں میں پھیلائی جارہی ہے جس سے مجموعی طور پر معاشرے میں تباہی و بربادی پائی جا رہی ہے لہذا سوشل میڈیا پر غیر اخلاقی مواد دیکھنا اور پھیلانا جس میں ابتلائے عام ہے۔ یہ سوشل میڈیا کا انتہائی منفی پہلو ہے۔

خاندانی زندگی اور رشتوں پر اثرات

فارغ اوقات سوشل میڈیا میں صرف کرنے کی وجہ سے انسانی گھریلو زندگی انتہائی متاثر ہو رہی ہے۔ جس کی وجہ آئے روز گھر یلو مسائل میں اضافہ ہو رہا ہے اب قریب سے قریب رشتہ دار کو وقت دینے سے قاصر ہیں، والدین بچوں کو، ماں باپ کو زوجین ایک دوسرے کو بہن بھائی ایک دوسرے کو وقت دینے کے لیے تیار نہیں جس کی وجہ سے صلہ رحمی اور پیار محبت سے محروم ہیں۔

جسمانی اور ذہنی نقصانات

صحت کا خیال رکھنا اور مضر صحت چیزوں سے بچنا شرعا اور عقلا ضروری ہے ماہرین صحت کے مطابق زیادہ دیر تک اسکرین کے سامنے بیٹھنے سے اور نیند کی کمی کی وجہ سے اعصابی و نفسیاتی مسائل کا شکار ہو جاتے ہیں نظر کے کمزوری ذہنی اور دماغی کمزوری اعصابی دباؤ بلڈ پریشر وغیرہ جیسے خطر ناک بیماریاں جنم لیتی ہیں صحت ایک بڑی نعمت ہے حدیث میں آتا ہے!

26 ، محمد بن عیسیٰ، ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجانی الحیار تم الحدیث : ۲۰۱۹

27 ، محمد بن یزید ، سنن ابن ماجہ ، کتاب الفتن، باب العقوبات، رقم الحدیث : ۱۴۱۹

نعمتان مغبوبان فیہما کثیر من الناس ، الصحة والفراغ²⁸

دو نعمتیں ایسی ہیں کہ جن میں لوگوں کی اکثریت خسارے میں ہے ایک تندرستی اور دوسری فراغت ہے۔ صحت ایک ایسی نعمت ہے جس میں اکثر لوگ غافل ہیں صحت کا خیال رکھنا ایک اسلامی فریضہ بھی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فان الجسدك عليك حقا وان لعینك عليك حقا²⁹

بے شک تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے اسی طرح ایک اور حدیث میں روایت ہے کہ طاقتور اور صحت مند مومن کمزور مومن سے بہتر ہے اور اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے لہذا اپنی صحت کا خیال انتہائی ضروری ہے اور سوشل میڈیا کو اتنی کثرت سے استعمال کرنا آپ کی صحت کو متاثر کرتا ہے اور شرعا اور عقلا قابل ترک عمل ہے

سیاسی و مذہبی نفرت انگیزی

عام طور پر سوشل میڈیا کو سیاسی اور مذہبی بحث مباحثے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جس میں مخالف کو ہر حال میں بغیر دلائل کے قائل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جس سے لوگوں کے درمیان سیاسی و مذہبی نفرتیں بڑھ رہی ہیں سوشل میڈیا کے گرما گرم بحثوں کے نتیجے میں وطن عزیز میں آئے روز سیاسی عدم استحکام اور مذہبی فرقہ واریت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ہماری نوجوان نسل سوشل میڈیا کو صرف اور صرف سیاسی اور مذہبی مباحثے کے لیے استعمال کر رہی ہے۔ جس کی وجہ سے سوشل میڈیا کی وجہ سے سیاسی عدم استحکام ، مذہبی نفرت انگیزی میں تشویش ناک اضافہ ہو رہا ہے، تعصب اور نفرت سے بھری پوسٹیں اور کمنٹس کی جاتی ہیں۔ پاکستان میں سیاسی عدم استحکام اور مذہبی منافرت کا ایک اہم سبب سوشل میڈیا کا آزادانہ اور غلط استعمال ہے۔ سیاسی کارکنان اور مذہبی پیروکار اپنے سیاسی اور مذہبی مفاد کے لیے تعصب پر مبنی مواد کی تشہیر کرتے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے!

یسروا ولا تعسروا ، وبشروا ولا تنفروا³⁰

تم آسانیاں پیدا کرو اور تنگی پیدا نہ کرو اور تم لوگوں کو خوشخبری دو اور نفرت پیدا نہ کرو۔ لہذا نفرتیں پھیلانا، نفرت انگیزی کرنا، اشتعال انگیزی کرنا مسلمانوں کا اپس میں قائم اتحاد اور اتفاق کو سخت ٹھیس پہنچانا ہے۔ اس سے رواداری صبر و تحمل اور حسن معاشرت ختم ہو جاتی ہے

الزام تراشی اور گالم گلوچ

سوشل میڈیا میں لوگ اپنے مخالفین پر الزام تراشی کرتے ہیں اور غلیظ قسم کے نازیبا الفاظ اور گالم گلوچ ایک دوسرے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ عموماً پوسٹوں میں اور کمنٹس میں بہتان ، الزام تراشی اور گالیاں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ فیک آئی ڈی بنا کر لوگوں کی

²⁸ ، محمد بن اسمعیل صحیح البخاری کراچی نور محمد کارخانہ تجارت کتب خانہ آرم باغ ، کتاب الرقاق باب لا عیش

الا عیش الآخرة ج ۲

²⁹ ، صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب لز و جک علیک الحق ، رقم الحدیث: ۲۱۹۹

³⁰ ، صحیح بخاری، کتاب الادب، باب قول سیر و ولا تعسیر و ، رقم الحدیث: ۶۱۲۵

عزت و آبرو سے کھیلتے ہیں۔ الزام تراشی اور گالم گلوچ ایک غیر سنجیدہ اور اسلام مخالف عمل ہے، دین اسلام میں اسکی سخت ممانعت ہے۔ حدیث میں آتا ہے!

سباب المسلم فسوق وقتاله کفر³¹

مسلمانوں کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے۔ ایک اور روایت میں ہے!

المسبان شیطانان یتہاتران ویکاذبان³²

آپس میں گالی گلوچ کرنے والے دونوں شیطان ہیں کہ ایک دوسرے کے مقابلے میں بد زبانی کرتے ہیں اور ایک دوسرے پر جھوٹ باندھتے ہیں۔ لہذا گالی گلوچ اور الزام تراشی شریعت محمدی میں ایک انتہائی مذموم عمل ہے۔ کسی مسلمان کو گالی دینا اور اس پر بے بنیاد الزام لگانا گناہ کبیرہ ہے۔ سوشل میڈیا پر یا کسی دوسرے پلیٹ فارم پر اپنے مخالف کو گالی دینا اور الزام تراشی کرنا اسلامی اصولوں کے خلاف ہے۔

کم عمر بچوں پر منفی اثرات

آج کل بچوں کا زیادہ تر وقت سوشل میڈیا پر گزر جاتا ہے۔ بچے والدین کی لاپرواہی کی وجہ سے ہر وقت سوشل میڈیا پر سرگرم رہتے ہیں۔ بچے روزانہ کئی گھنٹوں تک سوشل میڈیا پر مختلف سرگرمیوں میں مصروف رہتے ہیں۔ کم عمری میں سوشل میڈیا کے استعمال کے بے شمار نقصانات ہیں، بچوں کی تعلیمی سرگرمیاں متاثر ہوتی ہیں، کھیل کود کی بجائے ہر وقت موبائل پر آن لائن رہنے کی وجہ سے وہ مختلف ذہنی اور جسمانی بیماریوں کے شکار رہتے ہیں، ذہنی صلاحیتوں اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیتوں میں کمی واقع ہوتی ہے۔

خلاصہ کلام :

بدلتی دنیا جو ترقی کے ارتقائی ادوار سے گزر رہی ہے اس میں ٹیکنالوجی کی اہمیت اور افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا تاہم اس مادی ترقی کے لیے خالق کل شئی کے احکام اور اصولوں کو نہیں بدلا جا سکتا۔ ٹیکنالوجی کا مقصد انسانی زندگی کو آسان بنانا اور انسان کو سہولیات سے نوازنا ہے لیکن بسا اوقات اس کے غلط استعمال سے نقصانات بھگتنا پڑھیں گے۔ سوشل میڈیا اس کی واضح مثال موجود ہے جس کے غلط استعمال کی وجہ سے نسل نو کو شدید خطرات کا سامنا ہے۔

سوشل میڈیا کے دو مختلف پہلو ہیں مثبت اور منفی لیکن ان کا انحصار صارف کے استعمال پر ہے، مثبت پہلو کے بہت سے فوائد جبکہ منفی پہلو کے بہت سے نقصانات ہیں۔ اس کی مثال چھری کی ہے چھری کو اگر کچن کی حد تک پیاز، ٹماٹر، آلو گوشت وغیرہ کے کاٹنے کے لیے استعمال کریں تو درست لیکن اگر اس چھری کو لڑائی جھگڑے کے لیے استعمال کریں تو یہ جان لیوا ہو سکتی ہے۔ سوشل میڈیا کو اگر پیغام رسانی ذریعہ معاش، تعلیم و تعلم وغیرہ کے لیے استعمال کریں تو ایک بہترین تحفہ ہے لیکن اگر اس کو منفی طرز پر استعمال کریں تو بے شمار نقصانات ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ نسل نو کو افادیت و

31 ۲۵ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قول سباب المسلم، رقم الحدیث: ۲۲۱

32 محمد بن اسماعیل، الادب المفرد، کتاب الاسباب، باب المستبان شیطانان، رقم الحدیث: ۴۲۷

نقصانات سے واقف کریں۔ اس کو مثبت چیزوں میں استعمال کرنے کا عادی بنائیں غلط استعمال سے روکیں۔

References

1. <https://www.liebertpub.com/doi/full/10.1089/cyber.2020.0134>
2. <https://www.merriam-webster.com/dictionary/social%20media>
3. Verdegem, P. (2011). Social media for digital and social inclusion: Challenges for Information Society 2.0 research & policies. Triple
4. آل عمران، 110:3
5. الحجرات، 49
6. أخرجه مسلم في الصحيح، المقدمة، باب النهي عن الحديث بكل ما سمع
7. أبو داود في السنن، كتاب الأدب، باب في التشديد في الكذب 4/298، الرقم / 4992، والحاكم في المستدرک
8. الحجرات، 49/11
9. أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم ظلم المسلم وخذله واحتقاره ودمه وعرضه وماله، 1986
10. النساء، 58 / 4
11. أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب العلم، باب من سن سنة حسنة أو سيئة، ومن دعا إلى هدى أو ضلالة
12. الإسراء، 17/53
13. الغزالي في إحياء علوم الدين
14. أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب تحريم الغيبة، باب قبح الكذب وحسن الصدق وفضله، 2013
15. أخرجه ابن أبي الدنيا في الصمت وآداب اللسان
16. الحجرات، 49/11
17. القرآن، سورة: ١٣: ١١٨
18. محمد بن عيسى الترمذی، حسن ترمذی، كتاب صفة القيامة، باب في القيامه
19. احمد بن شعيب سنن نسائي، مؤسسة الرسالة بيروت لبنان،
20. مسلم بن حجاج، صحيح مسلم
21. القرآن، سورة الفرقان،
22. القرآن، سورة الم نشرح، ٧
23. ابن ماجه، كتاب السنة، باب التغطية
24. القرآن سورة الحجرات ٢٠
25. مسلم بن حجاج، صحيح المسلم، كتاب الايمان، باب بيان عدد شعب الايمان
26. سورة النور ١٩٠
27. محمد بن عيسى، ترمذی، كتاب البر والصلة، باب ماجانى الحيار تم
28. محمد بن يزيد، سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب العقوبات
29. محمد بن اسمعيل صحيح البخارى كراچى نور محمد كارخانه تجارت كتب خانه آرم باغ، كتاب الرقاق باب لا عيش الا عيش
30. صحيح البخارى، كتاب النكاح، باب لز و جك عليك الحق
31. صحيح بخارى، كتاب الادب، باب قول سير و ولا تعسير و

32. صحيح مسلم ، كتاب الايمان، باب قول سباب المسلم
33. محمد بن اسماعيل، الادب المفرد، كتاب الاسباب، باب المستبان شيطانان